CHILDREN'S BOOK TRUST NEW DELHI
گاؤں میں بندر آگئے
سواتی بھٹاچارجی
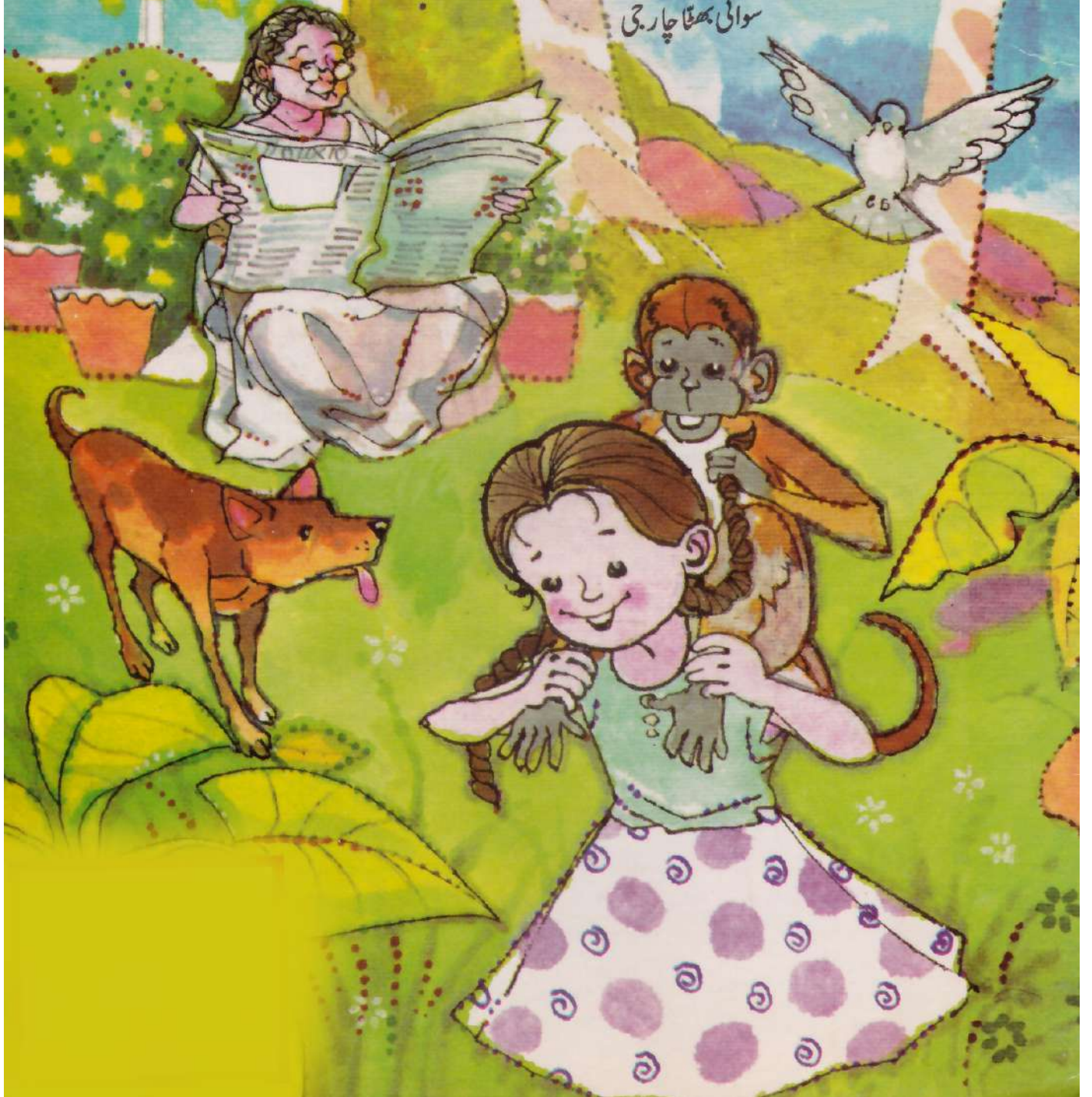
گاؤں میں بندر آ گئے

مصنفہ : سواتی بھٹاچارجی
مصور : سوبیر رائے
مترجم : محمد فرحت عزیز

چلڈرن بک ٹرسٹ ☆ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان ☆ بچوں کا ادبی ٹرسٹ

پانچ سالہ لڑکی، ٹوکو کو وہ شامیں بہت پسند آتی ہیں جب وہ اور اس کی سہیلیاں کھیل کے میدان میں جاتی ہیں۔ وہاں وہ دوڑتی ہیں، کودتی ہیں گھاس پر لوٹتی ہیں اور ایسے کھیل تماشے کرتی ہیں کہ گرم، بہت گرم سورج بھی ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور ہر ایک پر مسکراہٹ کے ساتھ نظر ڈالتا ہے۔

رانی، ٹوکو اور ان کی سہیلیاں بھاگ کر اسکول کی عمارت میں پہنچ گئیں۔ کھڑکیوں سے بندر صاف نظر آ رہے تھے۔ ان کے جسم سرخی مائل بھورے تھے۔ ان کے ہاتھ بہت لمبے لمبے تھے۔ جلد ہی اسکول کے سارے درخت جھولتے نظر آنے لگے۔ چاروں طرف چیرنے، پھاڑنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔
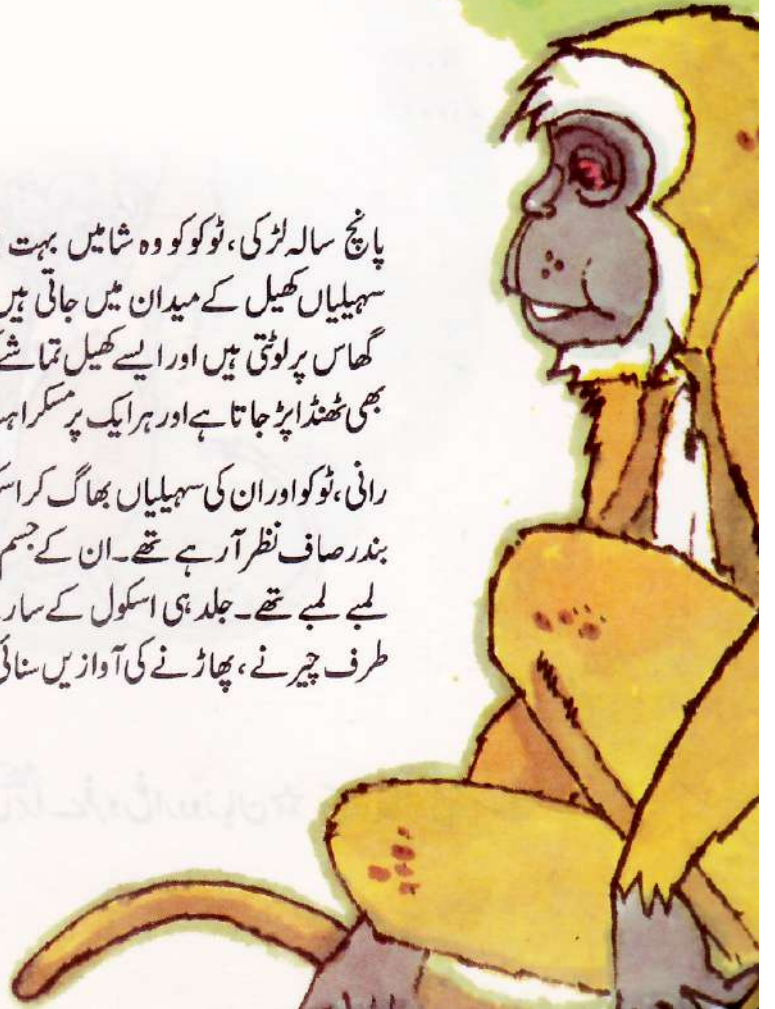
ایک دن یہ بچیّاں 'مگر مچھ کا دریا'، کھیل کھیل رہی تھیں۔ مگر مچھ کا نام بائبل تھا جو ٹوکو کو پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور ٹو کو ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے پر بھاگ کر جا رہی تھی۔ یکا یک بائبل منھ گھما کر بھاگ کھڑا ہوا۔

''بھاگو! بھاگو!'' ہر بچّہ چلاّنے لگا ''بندر آ گئے ہیں۔''

ٹوکو نے دیکھا کہ ان کے اسکول کا چوکیدار، گجیا ایک بڑا ڈنڈا لیے دوڑتا چلا آرہا ہے۔ بندروں کو ذرا بھی ڈر نہ لگا! دو بڑے بندر جگیا کے پیچھے اس طرح دوڑے کہ بے چارا بوڑھا آدمی بھاگ کر اسکول کی عمارت میں گھس گیا۔ ٹوکو کو گجیا پر بہت رحم آیا۔

بچے بندروں کی اس حرکت سے بہت ناراض ہو گئے ''شیطان جانور'' انھوں نے کہا۔ ''یہ ہمارے گاؤں میں کیوں آ گئے۔''

تھوڑی دیر میں بندوقوں کی گولیوں کی آوازیں سنائی پڑیں۔ لوگ بندروں کو ڈرانے کی کوشش کر رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے پیپوں کو بجانا شروع کیا اور کچھ ڈنڈے لے کر نکل آئے۔ "ہوپ! ہوپ!" بندروں نے ڈراؤنی آوازیں نکالیں، سب بندر، بڑے چھوٹے، ماؤں کے سینے سے چمٹے ہوئے چھوٹے بچے، درختوں سے عمارت کی چھت پر کود کر آئے اور پھر جلد ہی کود کر پیڑوں پر پہنچ گئے۔

رانی اور ٹوکو نے ڈر کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ لیا اور بھاگ نکلنا ہی چاہتی تھی کہ انھوں نے پیڑ سے نکلتی ہوئی ایک لمبی دُم دیکھی اور کسی جھاڑی سے جھانکتا ہوا ایک سیاہ چہرہ۔

جب ٹوکو گھر پہنچی تو اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ ایک گلاس دودھ پیتے ہوئے ٹوکو نے گہری سانسوں کے درمیان پوری بات سنائی۔ "انھوں نے تو آج ہمارا پورا کھیل بگاڑ دیا۔ میں چاہتی ہوں کہ یہ بندر آئندہ کبھی ہمارے گاؤں میں نہ آئیں۔"

''اچھا ٹوکو! بتاؤ کہ اگر ہمارا گھر تباہ ہوجائے تو ہم کیا کریں گے؟'' ماں نے سوچتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں! ہاں!'' ٹوکو نے کہا اور سنجیدگی سے سوچنے لگی۔ ''ہم جا کر سونا چچی کے مکان میں رہنے لگیں گے۔''

''اور اگر وہ مکان بھی برباد ہوجائے، تو؟''

''تو گاؤں کے کسی دوسرے مکان میں جا کر رہ سکتے ہیں۔''

''اور اگر پورا گاؤں تباہ ہوجائے، تو؟''

ٹوکو خاموش ہوگئی اور اپنے ہاتھ کا بسکٹ مسلنے لگی۔ ''آپ یہ سب کیوں پوچھ رہی ہیں؟''

''صرف اس لیے کہ ان بندروں کے ساتھ وہی ہوا ہے جو میں تم سے پوچھ رہی ہوں۔'' ماں نے چائے انڈیلتے ہوئے کہا۔ ''لوگوں نے جنگل کے جنگل کاٹ ڈالے ہیں۔ اب بندروں کے رہنے کے لیے کوئی جگہ باقی نہیں رہی ہے۔''

ٹوکوایک پیالہ چائے اپنی دادی ماں کے لیے لے گئی۔ ''کیا آپ نے بندروں کو دیکھا؟'' اس نے پوچھا۔

''ہاں، ہاں'' دادی ماں نے خفگی کے ساتھ کہا۔ ''ذرا دیکھو تو، انھوں نے ہمارے گیندوں کے پودوں کے ساتھ کیا کیا ہے! کل کی پوجا کے لیے اب ایک بھی پھول نہیں بچا ہے۔''

''ماں کا خیال ہے کہ وہ گاؤں میں محض اس لیے آ گئے ہیں کیوں کہ ان کے رہنے کے لیے اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے۔''

''ہاں'' دادی ماں نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا، ''میرا خیال ہے کہ وہ صحیح کہتی ہیں۔ دریا کے کنارے، جہاں اب تم اینٹوں کا بھٹہ دیکھتی ہو، وہاں ایک بہت گھنا جنگل تھا۔ اس میں جامن، لیچی اور کٹھل کے پیڑوں کی بھرمار تھی۔ اب سبھی درخت کٹ گئے ہیں۔ بندروں کے کھانے کے لیے اب جنگل میں کچھ بھی باقی نہیں ہے۔''

ٹوکو کے والد صاحب ڈاکٹر تھے۔ ایک دن جب سب لوگ رات کے کھانے کے لیے بیٹھے ہی تھے کہ دروازے پر زور کی دستک ہوئی۔ ڈاکٹر کو اکثر رات کو بھی مریضوں کو دیکھنا پڑتا تھا۔ ٹوکو باپ کے ساتھ دروازے تک گئی۔

''کون بیمار ہے؟'' انھوں نے پوچھا ''خدا کرے کہ ہریش کا کا بیمار نہ ہوں۔''

دوسرے لوگوں کے ساتھ ہریش کا کا کا بیٹا کھڑا ہوا تھا ''نہیں، میرے والد بیمار نہیں ہیں'' اس نے آہستہ سے کہا۔ ''دراصل بندر کا بچہ بیمار ہے۔''

بندر کا ایک بچہ دوسرے بندروں کے جھنڈ سے بچھڑ گیا تھا۔ کچھ بچوں نے چاہا کہ کھپریل کی چھت پر سے اس کو آرام سے اتارلیں گے وہ بچوں سے اس قدر خوف زدہ ہوا کہ ڈر کے مارے نیچے کود پڑا۔

وہ درخت کے نیچے چوٹ کھا کر بے حس وحرکت پڑا ہوا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر ٹوکو رونا سی ہوگئی۔ جب اس کے باپ نے بندر کے بچے کو چھوا تو خوف سے اس کی (بندر کے بچے کی) چیخ نکل گئی۔ انھوں نے بندر کے بچے کو آرام سے گود میں اٹھالیا، سینے سے لگایا تب کہیں جا کر اس کو تھوڑا سکون ہوا۔ وہ اسے ہریش کا کا کے مکان کے اندر لے گئے۔ وہاں انھوں نے اسے میز پر لٹا کر اس کی ہڈیوں کا معائنہ کیا۔ ''یہاں بازو میں موچ آ گئی ہے۔'' انھوں نے کہا۔

انھوں نے اپنے بیگ سے پٹی کا ایک بنڈل نکالا۔ پھر انھوں نے ہریش کا کا کے بیٹے سے چھ انچ کا لکڑی کا ایک پیمانہ لانے کو کہا۔

ٹوکو نے اس کے ننھے سر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور اس کے باپ نے مضبوطی سے بازو کو پیمانے سے باندھ دیا۔ انھوں نے اس کے گلے سے ایک پٹی لٹکائی اور اس کا بازو اس میں آرام سے لٹکا دیا۔ ''آج رات میں مریض کو کچھ کھلانے کی ضرورت نہیں ہے۔'' انھوں نے ان لوگوں سے کہا جو کمرے میں بندر کے بچے کے گرد کھڑے ہوئے تھے۔ ''کل اسے تھوڑا دودھ دے دینا۔ اور یہ دوا دودھ میں گھول دینا۔''

وہ دوا لکھ رہے تھے کہ انھیں اپنے ہاتھ پر ایک تھپکی محسوس ہوئی۔ یہ ٹوکو تھی۔ ہم گھر جاتے ہوئے راستے میں دوا خرید لیں گے" اس نے کہا "میں اس بندر کو اپنے گھر لے جاؤں گی۔"

"میں سوچتا تھا کہ تم کو بندروں سے نفرت ہے۔" اس کے باپ نے کہا۔

"ارے یہ تو پہلے کی بات تھی" ٹوکو نے کہا "اب تو مجھے بندروں سے محبت ہوگئی ہے۔"

ٹوکو بندر کے بچے کو محبت سے اپنی گود میں لیے ہوئے ہریش کاکا کے مکان سے تیز تیز باہر آئی۔ اس وقت اس کو ایک فخر کا احساس ہو رہا تھا۔ اب وہ آہستہ آہستہ بندر کے بچے کو اپنی گود میں ہلاتی ڈھلاتی چلنے لگی۔

ماں اور دادی ماں کو ٹوکو کو بندر کے بچے کو اس طرح لاتے ہوئے دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔

ماں نے وہ بستر اور اس کے اوپر کا فرش تلاش کر کے نکالا جو اس وقت استعمال کیے جاتے تھے جب ٹوکو چھوٹی سی تھی۔ تھوڑی دیر میں خوب آرام دہ بستر تیار ہو گیا۔

"بندر کے بچے کو ادھر لٹا دو۔" دادی ماں نے کہا۔

ٹوکو نے چڑھ کر کہا "اسے بندر کا بچہ نہ کہیے۔ یہ مونو ہے۔"

ٹوکو، مونو کو محبت سے اپنی گود میں لیے رہی یہاں تک کہ اسے نیند آ گئی۔ جب ماں صبح کو جاگی تو اس نے دیکھا کہ ٹوکو فرش پر مونو کو سینے سے لگائے سو رہی ہے۔

ٹوکو صرف اسکول کے وقت میں ہی مونو سے الگ ہوتی تھی۔ شام کے وقت وہ اس کو لے کر باغ چلی جاتی تھی۔ مونو، ٹوکو کی پونی ٹیل (بالوں) کو مضبوطی سے اپنے پنجوں سے پکڑ لیتی تھی اور ٹوکو مزے سے اس کو باغ میں گھماتی تھی۔

ایک ہفتہ کے بعد ٹوکو کے والد نے مونو کی پٹی کھول دی۔ اس کا بازو وہ بالکل ٹھیک ہو گیا تھا۔ ٹوکو نے خوشی سے تالیاں بجائیں اور مونو نے بھی تالی بجانی شروع کر دی۔ سبھی لوگ ان دو دوستوں کی تالیوں کو دیکھ کر ہنسنے لگے۔

کچھ ہی دنوں میں انھیں معلوم ہوا کہ مونو کتنی شریر ہو سکتی ہے۔ شام کو سخت گرمی کے وقت ایک کُتّا برآمدے کے سائے میں آ کر سو جاتا تھا۔ اک دن ٹوکو سو رہی تھی اور ماں بھی اونگھ رہی تھی کہ وہ کتّے کے زور زور سے بھونکنے سے جاگ گئیں۔ وہ دوڑ کر باہر آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ مونو کتّے کے اوپر سواری کر رہی ہے۔
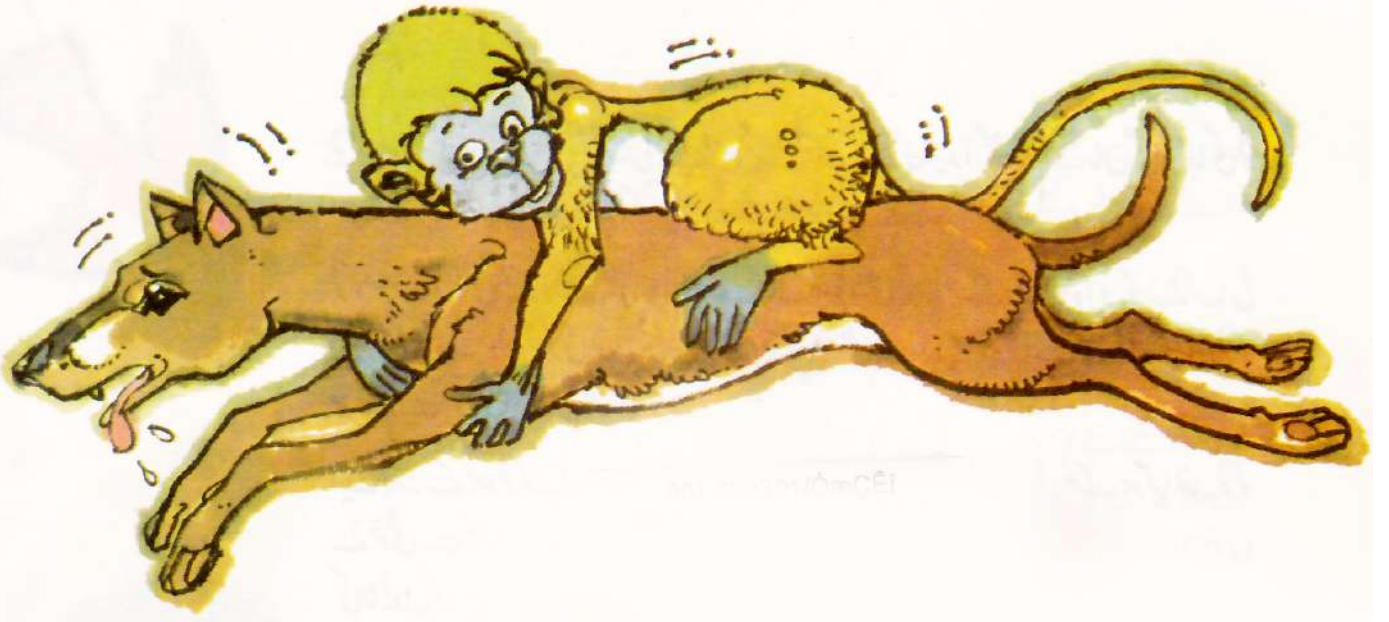
بے چارا کتّا باغ میں چاروں طرف گھوم گھوم کر دوڑ رہا تھا تا کہ وہ اپنے سوار کو گرا دے لیکن مونو اس کی گردن کو خوب مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھی۔ آخر ٹو کو زور سے چیخنی، تب کہیں کتّے کی جان بچی کیوں کہ مونو اچک کر ٹوکو کی گود میں آ گئی۔

مونو بہت ہوشیار تھی۔ جب ماں معمہ حل کرنے کے لیے بیٹھتی تھی تو مونو قلم لا کر اس کے ہاتھ میں دے دیتی تھی۔ جب ٹوکو اسکول جانے کے لیے تیار ہوتی تھی تو مونو اس کے کھانے کا ڈبہ لا کر اسے دے دیتی تھی۔ اور جب دادی ماں ٹی۔ وی دیکھنے کے لیے بیٹھتی تھیں تو وہ ان کی عینک لا کر انھیں دے دیتی تھی۔

کھیل کے میدان میں بھی مونو بہت مزہ لیتی تھی۔ وہ بہت مزے سے ایک بچے کے اوپر سے دوسرے بچے کے اوپر چھلانگ لگا دیتی تھی۔ اور خوشی سے آوازیں نکالتی تھی۔ سبھی بچے اس کے ساتھ کھیلنا پسند کرتے تھے۔

ایک اتوار کو صبح بندر پھر آ گئے۔

اس وقت ٹو کو ناشتہ کر رہی تھی۔ یکا یک ان کی نظر پڑی کہ قریب کے مکان کی چھت پر بہت سے بندر ہیں۔ مونو ایک چھلانگ مار کر کھڑکی پر آ گئی۔
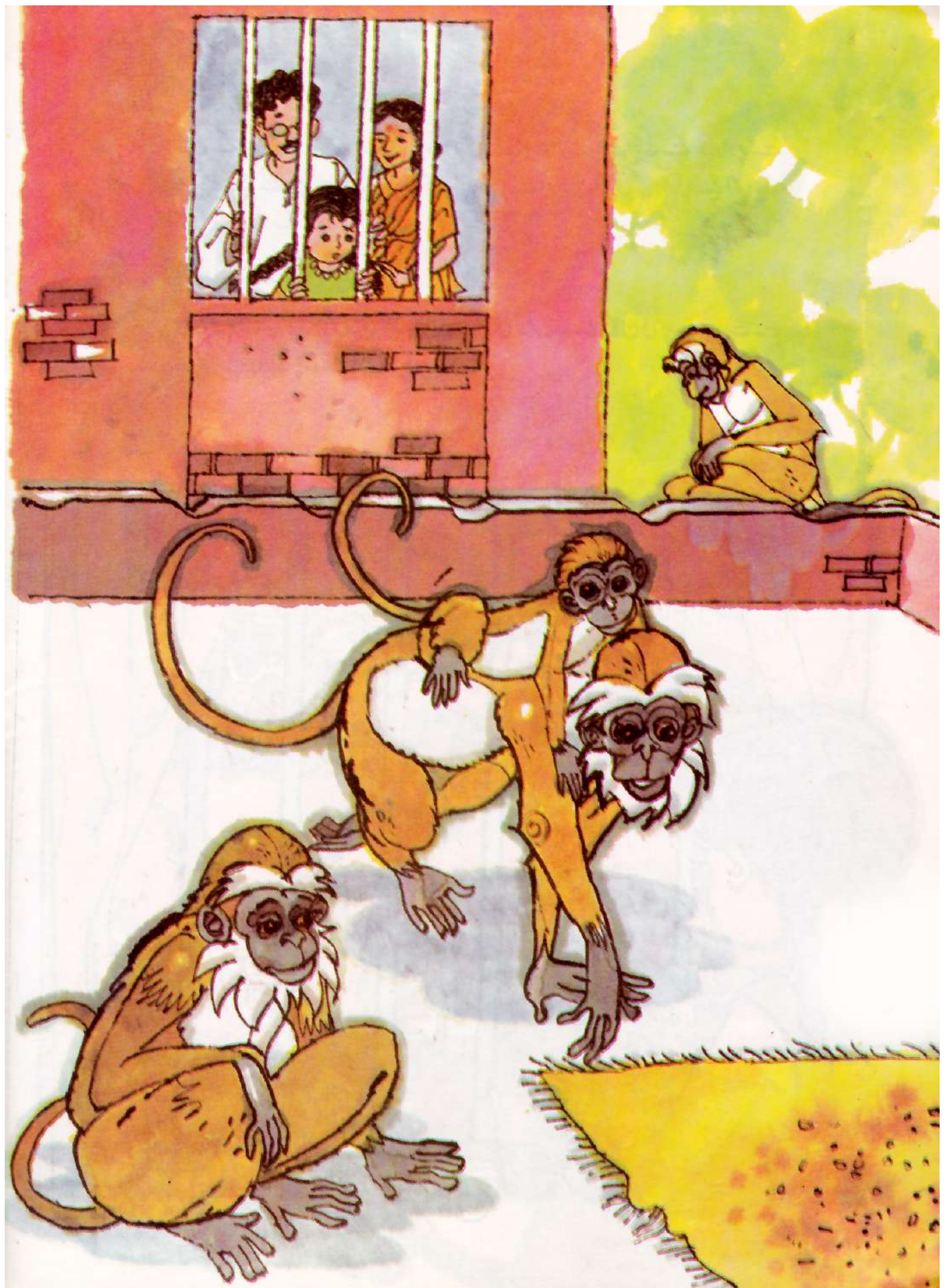
''جلدی سے دروازے بند کر دیجیے۔'' ٹوکو چلائی۔ ''کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مونو کو دیکھ لیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مونو کو لے جانا چاہیں۔''

ایک بندر چھلانگ مار کر اس کھڑکی پر آ گیا جس پر مونو تھی۔

''یہ مونو کی ماں ہوگی''، ماں نے آہستہ سے کہا۔

''بالکل صحیح۔ ہمیں مونو کو باہر نکل جانے دینا چاہیے'' ٹوکو کے والد نے کہا۔

''نہیں۔'' ٹوکو بولی۔

''ٹوکو'' ماں نے محبت سے اس کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا۔ ''تم کیسا محسوس کروگی اگر تم کو مجھ سے الگ کر دیا جائے۔''

ٹوکو کے والد نے کھڑکی کے پاس والا دروازہ کھول دیا۔ فوراً مونو باہر نکل گئی۔ دوسری ہی نظر میں انھوں نے دیکھا کہ وہ اپنی ماں سے چمٹی ہوئی ہے۔ مونو تو گئی۔

ٹوکو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ آنسوؤں کی ایک دھار اس کے گالوں پر لڑھک رہی تھی۔ روتے روتے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ ماں اور دادی ماں اس کو دلاسہ دے رہی تھیں کہ اتنے میں دروازے کی گھنٹی بجی۔

ایک چھوٹا لڑکا دروازے پر کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں ایک ڈبّہ تھا۔ ''کیا ٹوکو گھر میں ہے؟'' اس نے پوچھا۔

ٹوکو دروازے پر گئی۔

''مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے ایک زخمی بندر کی دیکھ بھال کی اور اس کو بالکل تندرست کر دیا۔

ٹوکو نے اقرار میں سر ہلایا۔ اس کی آنکھوں میں پھر آنسو امنڈ آئے ''وہ ابھی ہمیں چھوڑ کر چلا گیا'' اس نے کہا۔
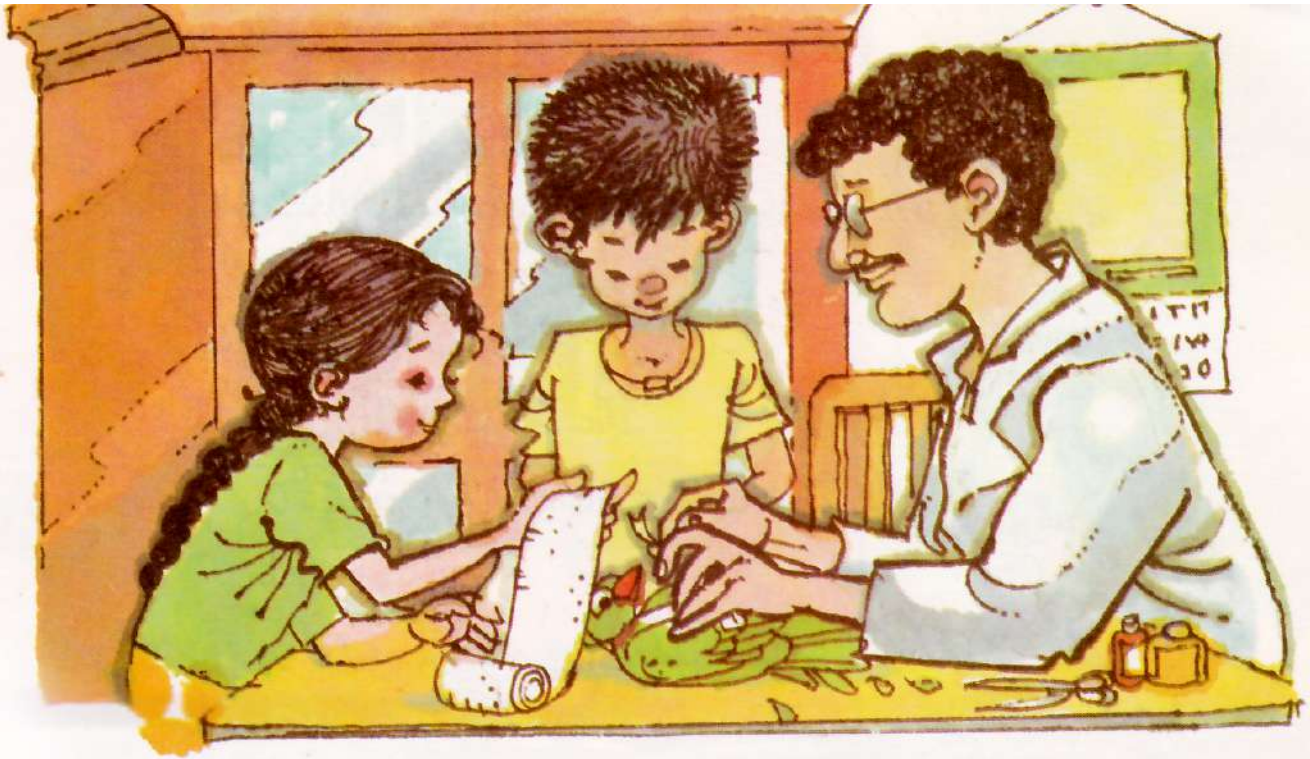
''ارے! ارے!'' لڑکے نے کہا'' کیا آپ ایک چڑیا کا بھی علاج کر سکتی ہیں؟'' اس نے ٹوکو کو اپنا ڈبّہ دکھایا۔ اس میں ایک مینا تھی۔

''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پنکھ ٹوٹ گیا ہے''۔ ٹوکو کے والد نے کہا۔

ٹوکو نے اپنے آنسو پوچھے۔ ''میں ابھی پٹّی لاتی ہوں۔'' اس نے اپنے والد سے کہا۔

اس نے لڑکے سے کہا'' برائے مہربانی چڑیا کو اس میز پر لٹا دیجیے۔''

مونو کبھی پلٹ کر نہ آئی۔ ٹوکو اس کو کبھی بھول نہ سکی۔ جب کبھی وہ کسی زخمی چڑیا یا جانور کو دیکھتی ہے تو اسے مونو کی یاد آجاتی ہے۔ کیوں کہ جانوروں سے اس کی محبت کی شروعات مونو سے ہی ہوئی تھی۔